Article

"Digital Translation in Urdu Literature: New Dimensions of Colonial Thought"

اردو ادب میں ڈیجیٹل ترجمہ کاری: نو آبادیاتی فکر کی نئی جہتیں

DR. SYED ZAHID HUSSAIN KAZMI *[1]
[1]VICE PRINCIPAL: ISLAMABAD MODEL COLLEGE FOR BOYS ST-17 I-10/1, ISLAMABAD

ڈاکٹر سید زاہد حسین کاظمی[1]
[1]وائس پرنسپل: اسلام آباد ماڈل کالج برائے طلباء سٹریٹ 17 آئی ٹین ون اسلام آباد

eISSN: 2073-3674
pISSN: 1991-7813

This is an open-access article distributed under the terms and conditions of the Creative Common Attribution (CC BY) license

Copyright: © 2025 by the authors.

Abstract:
This critical paper presents a critical, intellectual exploration of the past, present and digital future of Urdu translation. The study highlights that although machine translation and digital systems have remarkably expanded the range, accessibility and interactivity of language, these very technologies have also revived colonial thought and consciousness in new forms. Beginning with the historical tradition of Urdu translation, the research draws upon the theoretical frameworks of Edward Said, Homi K. Bhabha, and Gayatri Spivak as foundational postcolonial perspectives. Within the context of the digital age, it offers a nuanced critical examination of issues such as algorithmic bias, Western centrality and the marginalization of Urdu. Ultimately, the study concludes that linguistic autonomy the development of indigenous data and principles of intercultural understanding are essential for preserving the intellectual and cultural identity of Urdu literature so that translation may transcend its colonial continuity and evolve into a creative, autonomous and intellectually independent practice.

Keywords:
Urdu Translation, Postcolonial Theory, Digital Humanities, Machine Translation, Algorithmic Bias, Colonial Consciousness, Linguistic Autonomy, Indigenous

اردو ادب میں ڈیجیٹل ترجمہ کاری اور نو آبادیاتی فکر کی نئی جہتیں ایک ایسا موضوع ہے جو زبان و ادب کی دنیا میں نئے باب رقم کرنے کے علاوہ یہ ہمیں قدیم ثقافتی اور تاریخی پہلوؤں کو ایک نئے انداز سے سمجھنے کے ساتھ دیکھنے کا موقع دیتا ہے۔ صدیوں پر پھیلی اردو ادب کی روایت آج ڈیجیٹل ترجمے کے نئے مسائل اور امکانات کے باعث بدل گئی ہے اور اس کی نئی شکل سامنے آرہی ہے یعنی نو آبادیاتی دور کی روایتی فکری جہات کو جدید ڈیجیٹل مہارتوں کی روشنی میں نئے معنی اور مفاہیم دیئے جارہے ہیں اور اسے بین الاقوامی سطح پر ادبی حلقوں میں نمایاں کیا جارہا ہے تاکہ اسے ان حلقوں میں مزید پزیرائی حاصل ہو۔ اردو ادب کی ڈیجیٹل ترجمہ کاری کے عمل میں کئی طرح کے مسائل اور فکری اختلافات درپیش ہیں۔ خاص طور پر استعماری ذہنیت کے اثرات نے ترجمہ کی زبان اور اس کے معنی و مفہوم پر گہرے اثرات مرتب کیے ہیں۔ جس کے نتیجے میں اصل ادبی روایت اور ثقافتی شناخت کے عمل کو نقصان پہنچنے کا خدشہ ہے۔ اس لیے ضروری ہے کہ ہم ان پیچیدگیوں کا جائزہ لیں کہ اب کے دور میں اردو ادب کے ترجمے کس حد تک اپنی آزادی اور معنویت برقرار رکھے ہوئے ہیں۔ یہ تحقیق اردو ادب کے داخلی اور خارجی پہلوؤں کا تنقیدی جائزہ پیش کرتی ہے۔ جو محققین اور زبان کے فروغ سے دلچسپی رکھنے والے افراد کے لیے راہنمائی کا ذریعہ ہے۔ نو آبادیاتی فکر کی مختلف جہات کی شناسائی اور ان کا تنقیدی مطالعہ ہمیں ترجمہ کاری کے معیار کو بہتر بنانے میں ممد و معاون ہو سکتا ہے جس سے ہم عالمی ادب سے اردو ادب کی ہم آہنگی کو بھی مضبوط کر سکتے ہیں۔ اس تحقیق کے بنیادی سوالات میں یہ شامل ہے کہ کیا ڈیجیٹل ترجمہ کاری نو آبادیاتی اثرات کو بڑھا یا گھٹا رہی ہے ؟ ڈیجیٹل ذرائع ثقافتی اور تاریخی مفاہیم کو کس حد تک منتقل کرنے میں کامیاب ہوئے ہیں اور نو آبادیاتی فکر کی روایات کیسے جدید ترجمہ کاری کے رجحانات کو متاثر کر رہی ہیں۔

اردو ادب میں ڈیجیٹل ترجمہ کاری کے عمل نے زبان، ثقافت اور مفہوم کی منتقلی کو نئے زاویوں سے متاثر کیا ہے۔ آج ترجمہ صرف انسان نہیں بلکہ مشینوں اور سافٹ ویئر کے ذریعے کیا جاتا ہے۔ اس عمل میں انسانی جذبات، ادبی نزاکتیں، لہجہ، احساسات کی ترجمانی اور ثقافتی مفہوم کی حفاظت سب سے بڑا چیلنج ہے۔ بعض اوقات استعماری ذہنیت کی وجہ سے زبان میں معنوی تبدیلی آجاتی ہے لیکن ڈیجیٹل ترجمہ کاری نے زبان کی منتقلی کو تیز اور وسیع بنایا ہے۔ ترجمہ کاری کے تحقیقی عمل سے استعماری ذہنیت کے اثرات کی جھلک اردو کے ڈیجیٹل ترجموں میں واضح ہے۔ ان اثرات کو معیاری اور معتبر ترجمہ کاری کے ذریعے کم کیا جا سکتا ہے۔ اس مقصد کے لیے اس تحقیقی مضمون میں معیاری اور تنقیدی طریقہ کار کو اپناتے ہوئے اردو ادب کے منتخب نمونوں کے ڈیجیٹل ترجمے کو عمیق نظری سے پرکھا گیا ہے جس سے نو آبادیاتی فکر کی متنوع جہات کی تشخیص سامنے آئی ہے اگرچہ اس تحقیق کا دائرہ کار محدود ہے اور یہ صرف اردو نصوص اور ان کے ڈیجیٹل ترجموں تک محدود ہے لیکن پھر بھی ان حدود نے اسے معیاری تجزیے کی بنیاد فراہم کی۔ ایس.جی حیدر اپنے مضمون میں لکھتے ہیں:

> "Expert consensus and pilot testing successfully achieved translation, cross-cultural adaptation, face and content validity. The CAPL-2U

demonstrated excellent reliability and internal consistency across the domains."

"ماہرین کی مشاورت اور ابتدائی آزمائش کے نتیجے میں ترجمہ ثقافتی تطبیق اور ظاہری و داخلی درست کامیابی سے مکمل ہوئی۔ CAPL-2U نے تمام شعبہ جات میں اعلیٰ درجے کی اعتمادیت اور داخلی ہم آہنگی کا ثبوت فراہم کیا۔"[1]

CAPL-2U یعنی Canadian Assessment of Physical Literacy-Urdu Version نے تمام پہلوؤں میں غیر معمولی اعتماد اور داخلی ہم آہنگی کا مظاہرہ کیا جو اس کے علمی معیار اور ثقافتی موزونیت کی مضبوط دلیل ہے۔ جسے ماہریں کی مشاورت اور ابتدائی جانچ کے ذریعے ترجمہ اور ثقافتی مطابقت کامیابی سے مکمل کی گئی۔ جدید اردو ادب میں ڈیجیٹل ترجمے کی نئی جہت ان الفاظ میں واضح ہوتی ہے کہ اب صرف زبان کی تبدیلی نہیں بلکہ مقامی ثقافت، معاشرت اور شناخت کے تحفظ کو بھی بنیادی اہمیت دی جارہی ہے۔ CAPL-2 یعنی "کینیڈین ایسیسمنٹ آف فزیکل لٹریسی" بچوں کی جسمانی صلاحیت اور فکری شعور ماپنے کا مکمل نظام ہے جس میں سائنسی تحقیق، مختلف ٹیسٹ اور سوالنامے شامل ہیں یعنی نوآبادیاتی ترجمے ماضی سے مختلف آج مقامی ثقافتی صحت اور معنوی وقار کو برقرار رکھنے کی شعوری کوشش ہے۔ ترجمہ صرف الفاظ کا متبادل نہیں بلکہ نظریاتی، فکری اور ثقافتی مزاحمت کی ایک نئی جہت بن گیاہے جو استعماری فکر کے اثرات کم کرنے کی جانب گامزن ہے۔ اردو ادب سے مراد اردو کی ادبی تخلیقات ہیں جن میں نظم، نثر، افسانہ اور دیگر انواع شامل ہیں۔ اردو ادب میں ڈیجیٹل ترجمہ کاری اور نوآبادیاتی فکر کے پیچیدہ تعلقات کو مفصل انداز میں اجاگر کرتا ہے اور اس تحقیق کے لیے ایک مضبوط بنیاد فراہم کرتا ہے۔ ڈیجیٹل ترجمہ کاری سے مراد تحقیق میں استعمال ہونے والی بنیادی اصطلاحات، جدید کمپیوٹر اور انٹرنیٹ ٹیکنالوجیز کا استعمال ہے جس کے ذریعے زبانوں کے مابین ترجمہ ممکن ہوتا ہے اور نوآبادیاتی فکر سے مراد وہ نظریات اور ثقافتی اثرات ہیں جو نوآبادیاتی دور کی زبان، ادب اور معاشرت پر چھائے ہوئے ہیں۔

اردو ترجمہ کاری کی ابتدا ایک قدیم تاریخی عمل ہے جو اردوزبان کی ادبی ترقی میں نمایاں کردار ادا کرتا رہاہے۔ اردوزبان نے اپنی ابتدا میں مختلف زبانوں سے الفاظ، اصطلاحات اور خیالات کو مستعار لے کر ایک منفرد ادبی مقام حاصل کیا اور اس کی بنیاد ترجمہ کاری تھی۔ خصوصاً عربی اور فارسی زبانوں کے تراجم نے اردو ادب کو وقیع کیا اور اس کی وسعت میں اضافہ کیا۔ ترجمہ کاری کی اس نعمت نے اردو کو مختلف ثقافتوں اور علوم سے روشناس کروایا۔ جس سے زبان نہ صرف علمی اعتبار سے مالامال ہوئی بلکہ مختلف موضوعات پر ادبی تخلیقات میں اضافہ ہوا۔ اس لئے یہ ایک مشکل کام ہے جس کے بارے میں اے عمران اور ان کے ساتھی کہتے ہیں:

"Translation is the process of converting text or speech from one language into another while preserving the meaning, tone,

and context of the original content. A translator must have a strong command of both the source languages and target languages and must know the cultural nuances and idiomatic expressions. While translating, translated content must resonate with the audience in the target language just as effectively as it does in the source language so that the intended message and emotions are not lost."

"ترجمہ ایک ایسا عمل ہے جس میں کسی متن یا تقریر کو ایک زبان سے دوسری زبان میں منتقل کیا جاتا ہے۔ اس کوشش کے ساتھ کہ اصل مفہوم، آہنگ اور سیاق برقرار رہے۔ مترجم کے لیے ضروری ہے کہ وہ ماخذ اور ہدف دونوں زبانوں پر عبور رکھتا ہو اور دونوں کی ثقافتی لطافتوں اور محاوراتی اظہار سے واقف ہو۔ ترجمہ کرتے وقت یہ لازم ہے کہ مترجم ایسا متن تیار کرے جو اصل زبان کی طرح ہدفی زبان کے قارئین کے لیے بھی اتنا ہی مؤثر ہو تاکہ پیغام اور جذبہ دونوں محفوظ رہیں۔"[2]

اس کا مطلب ہے کسی بات کو ایک زبان سے دوسری زبان میں منتقل اس طرح کیا جائے کہ مفہوم اور انداز نہ بدلے۔ اچھا مترجم وہ ہوتا ہے جو دونوں زبانوں اور ان کی ثقافتوں کو سمجھ کر پیغام کو اصل احساس کے ساتھ پیش کرے۔ ابتدائی دور کی ترجمہ کاری زیادہ تر مذہبی، فلسفیانہ اور سائنسی متون پر مشتمل تھی جس کا مقصد نیا علمی ورثہ اردو قارئین تک پہنچانا تھا۔ اس طرح اردو ترجمہ کاری نے زبان کی ترقی اور جدید علوم کی اشاعت میں اہم کام کیا اور اس کے ذریعے اردو زبان کی علمی و ادبی حدود میں وسعت آئی۔ فارسی سے اردو میں ترجمہ کاری کی روایت اردو ادب کی تاریخ میں انتہائی اہم مقام رکھتی ہے کیونکہ فارسی زبان نے طویل عرصے تک برصغیر کی ادبی اور ثقافتی زندگیوں پر اثر ڈالا۔ فارسی ادب کی شاعری، نثر اور علمی متون کی اردو میں ترجمہ اور تدوین اس روایت کا حصہ رہی ہے جس نے اردو ادب کو نغمگی، نفاست، اور ادبی خوش آہنگ کے ساتھ وسعت بخشی۔ یہ تراجم الفاظ کے تبادلہ کے ساتھ فکری اور جمالیاتی منتقلی کا باعث بنے۔ جس نے اردو ادب کی بیداری اور ترقی کے لیے ایک نئے دروازے کھولے۔ اس عمل سے فارسی کلام کی خوبصورتی، حکمت اور فلسفہ اردو کے ثقافتی ذخیرے میں اضافے کا باعث بنے جس سے اسے عالمی ادبی شناخت حاصل ہوئی۔

برطانوی دور میں ترجمہ کاری نے ایک فکری آلہ کے طور پر کردار ادا کیا جسے نو آبادیاتی حکمرانی کے نظریاتی مقاصد کے لیے استعمال کیا گیا۔ اس دور میں اردو ترجمہ کاری کو زبانوں کے مابین رابطے کی بجائے اسے سیاسی اور فکری آلہ کے طور پر برتا گیا تاکہ نو آبادیاتی اقتدار کی

تائید حاصل کی جا سکے اور اس سے مقامی ثقافتوں پر قابو پایا جا سکے۔ استعمار نے مختلف علمی، ادبی اور سیاسی متون کا ترجمہ کروایا تا کہ اپنی حکمرانی کو جواز اور تحفظ فراہم کیا جا سکے۔ ترجمہ کاری اب فکری طور پر آزاد نہیں رہی بلکہ نو آبادیاتی نظریات کی تابع بن گئی یعنی اس کے ذریعے ایسے تصورات اور رویّے فروغ پانے لگے جو سامراجی طاقتوں کے فکری و ثقافتی ایجنڈے سے مطابقت رکھتے تھے۔ ریسرچ گیٹ میں مقالہ پڑھا گیا۔ اس میں بتایا گیا کہ:

> "Translation operates as both a tool of colonial domination and an instrument of postcolonial resistance. While colonial regimes used it to impose linguistic hegemony, postcolonial thinkers' re-appropriate translation to reclaim cultural autonomy."
>
> "ترجمہ نو آبادیاتی غلبے کا ایک ذریعہ اور مابعد نو آبادیاتی مزاحمت کا ایک اوزار بھی ہے۔ جہاں سامراجی نظاموں نے اسے لسانی بالادستی کے لیے استعمال کیا۔ وہیں مابعد نو آبادیاتی مفکرین نے اسی کے ذریعے ثقافتی خود مختاری کو دوبارہ حاصل کیا۔"[3]

ترجمہ کو استعمار نے اپنی زبان اور اثر پھیلانے کے لیے استعمال کیا مگر بعد میں محکوم اقوام نے اسی ترجمے کو اپنی ثقافت اور شناخت واپس حاصل کرنے کا ذریعہ بنایا۔ اس میں مقامی زبان و ادب کی بنیاد پر بھی اثرات مرتب ہوئے۔ اس طرح ترجمہ کاری ایک تحریری و ذہنی کار خار بن گئی جس نے نو آبادیاتی اور مقامی ثقافتوں کے تصادم کی جھلک نمایاں ہوئی۔ استعمار کے خاتمے کے بعد اردو ترجمہ کاری کے رجحانات میں بہت سی تبدیلیاں آئیں جنہوں نے اس کو نئے زاویے فراہم کئے۔ اس دور میں ترجمہ کاری کا عمل نو آبادیاتی مفروضات کے نفاذ کا ذریعہ نہیں رہا بلکہ اسے ثقافت کے تبادلے، علمی ارتقاء اور تخلیقی اظہار کا ایک اہم ذریعہ سمجھا گیا۔ نئی تحریکوں، سیاسی آزادی اور معاشرتی تبدیلیوں نے اردو ترجمہ کاری کے افق کو کشادہ کیا جس سے عالمی ادب، سائنس، فلسفہ اور سماجی علوم کی نگاہ مقامی زبان پر پڑی۔ اس نے اردو زبان کو عالمی ثقافتی و ادبی دور کے ساتھ ہم آہنگ کرنے میں مدد دی اور اس طرح مختلف زبانوں سے ترجمے اردو ادب کی تخلیقی گنجائشوں کو بڑھانے لگے۔ اس رجحان نے اردو ترجمہ کاری کو ایک نیا ادبی اور فکری مقام دیا اور اسے ثقافتی اظہار کا ایک زبردست ذریعہ بنا دیا۔ دنیا کے بدلنے، ٹیکنالوجی کے بڑھنے اور زبان کے نئے انداز آنے کی وجہ سے اردو ترجمہ کاری کے طریقے اور انداز میں بڑی تبدیلیاں آ گئیں۔ آج کے دور میں ڈیجیٹل ٹیکنالوجی، زبان شناسی کی جدید تحقیق اور عالمی ثقافتی رابطوں کی مدد سے اردو ترجمہ کاری نہ صرف تیز رفتار ہے بلکہ مزید معیاری اور بین الثقافتی ہو گئی ہے۔ یہ تبدیلیاں محض تکنیکی پہلوؤں تک محدود نہیں بلکہ ترجمہ کے مفہوم، انداز اور فلسفہ میں بھی گہرے اثرات مرتب کئے۔ عصر حاضر میں جدید ترجمہ کاری میں مشینی ترجمہ، خود کار ترجمہ کے طریقے اور آن لائن پلیٹ فارمز کا کردار

بڑھتا جا رہا ہے۔ جس نے اردو ادب کو عالمی منظر نامے پر لے جانے میں مدد دی۔ اس کے ساتھ ساتھ مترجمین نئے فکری اور ثقافتی آزمائشوں کا بھی سامنا کر رہے ہیں جن کا حل تلاش کرنا جدید ادب کی ضروریات میں شامل ہے۔ جدید اردو ترجمہ کاری ایک نئے دور کی علامت بن کر اُبھری ہے جو ماضی کی روایات کو برقرار رکھتے ہوئے مستقبل کی زبان و ادب کی سمت متعین کر رہی ہے۔ اس نے اردو زبان کی ادبی و علمی ترقی میں بنیادی کردار ادا کیا ہے۔ ابتدائی طور پر یہ ترجمہ کاری عربی اور فارسی زبانوں سے ہوئی جنہوں نے اردو زبان کو نہ صرف الفاظ اور اصطلاحات عطا کیں بلکہ اس کی علمی اور ادبی دنیا کو بھی وسعت دی۔ اس دور میں ترجمہ کاری کا مقصد نئے علمی علوم اور مذہبی متون کو اردو بولنے والے عوام تک پہنچانا تھا جس سے اردو زبان کو ایک جامع علمی زبان کی حیثیت ملی۔ اس طرح اردو ترجمہ کاری نے ابتداء ہی سے متحرک اور تحقیقی زبان بنانے میں اہم حصہ لیا جس کی بدولت اردو ادب نے علمی اور فکری ترقی کی راہیں اختیار کیں۔ فارسی زبان سے اردو میں ترجمہ کاری کی روایت اردو ادب کی تاریخ میں خاص اہمیت رکھتی ہے کیونکہ فارسی زبان نے صدیوں تک برصغیر کی ثقافت اور ادب پر غالب اثر ڈالا۔ فارسی کے ادبی متون جیسے شاعری، حکمت اور نثری کلام کا اردو میں ترجمہ زبان کی فنی و ادبی خوبصورتی کے ساتھ اردو ادب کی منفرد ثقافتی شناخت میں اضافہ کا باعث بنا۔ یہ ترجمے الفاظ کی محض تبدیلی نہیں تھے بلکہ اس طرح فارسی کے حسن، فلسفہ اور فکری جہات کو اردو میں منتقل کیا گیا۔ اس عمل سے اردو ادب فکری لحاظ سے بھی پھلا پھولا اور عالمی زبانوں سے ہم آہنگ ہوا، جس نے اردو کو ایک مکمل ادبی زبان کے طور پر استوار کیا۔

استعمار کی فکری بنیاد اس دور کی سیاسی، ثقافتی اور سماجی صورت حال پر ہے جب یورپی اقوام نے دنیا کے مختلف حصوں پر قبضہ کیا اور مقامی ثقافتوں میں اپنی بالادستی قائم کی۔ یہ فکر اس بات کی غماض ہے کہ استعمار نے کس طرح زبان و ادب اور ثقافت کو قابو میں کر کے اپنی شناخت کو نصب العین بناتے ہوئے مقامی روایات اور زبانوں کو دبایا۔ نو آبادیاتی فکر کے مطابق ترجمہ کاری تحریری معنی کی تبدیلی نہیں بلکہ یہ طاقت کا ذریعہ ہے جس کے ذریعے نو آبادیاتی اقتدار کو جواز اور مقامی ثقافتوں کو کمزور کیا گیا۔ اس کا اثر اردو ادب پر بھی پڑا جس نے ترجمے کی زبان، نظریات اور اس کی روایتی خود مختاری کو متاثر کیا اس طرح نو آبادیاتی فکر ایک قوت متحرکہ کے طور پر ابھرتی ہے جو تاریخ، زبان، ادب اور ثقافت کے کئی جہات کو ایک نیا زاویہ دیتی ہے۔ اس طرح مابعد نو آبادیاتی نظریات نو آبادیاتی دور کے اثرات اور اس کے خاتمے کے بعد پیدا ہونے والے پیچیدہ حالات کو سمجھنے کے لیے فکری بنیاد فراہم کرتے ہیں۔ ڈاکٹر غلام علی الانا لکھتے ہیں:

"ادب میں ترجمہ ایک بہت اہم لسانی اور فکری عمل ہے"[4]

ادب میں ترجمہ اس لیے اہم ہے کہ یہ مختلف زبانوں اور ثقافتوں کے خیالات، جذبات اور فکری نظریات کو ایک دوسرے تک پہنچاتا ہے۔ یہ نظریات نو آبادیاتی قوتوں اور مقامی ثقافتوں کے درمیان تعلقات کو پیچیدگی اور کشمکش کے تناظر میں دیکھتے ہیں جس سے شناخت، اقتدار اور مزاحمت کے کئی پہلو سامنے آتے ہیں۔ مابعد نو آبادیاتی نظریہ یہ سوال اٹھاتا ہے کہ نو آبادیاتی اثرات آج بھی کس حد تک موجود ہیں۔ زبان و ادب اور ثقافت میں ان کی مداخلت کس طرح جاری ہے۔ اس نظریے کے مطابق ترجمہ کاری اور ادبی تخلیقات صرف لسانی

عمل نہیں بلکہ سیاسی اور ثقافتی جدوجہد کا ذریعہ ہیں۔ اس طرح اردو ادب میں مابعد نو آبادیاتی فکر نے زبان کی تشریح اور ترجمہ کاری کی نقاب کشائی کی اور اس میں نئے فکری زاویے پیش کیے۔ ایڈورڈ سعید، ہومی بھابھا، اور گایاتری چکرورتی اسپِواک نے نو آبادیاتی اور مابعد نو آبادیاتی فکر کو سمجھنے میں نمایاں کردار ادا کیا۔ سعید کی "اورینٹلزم" نے اس بات پر روشنی ڈالی کہ کس طرح مغرب نے مشرق کی تحریری اور فکری تشہیر کو مستحکم کیا اور نو آبادیاتی اسٹیج پر اپنی بالادستی قائم رکھی۔

> "Meanwhile, the Urdu language slips ever deeper into engineered irrelevancy. The Urdu we claim to speak is often just the bare-bones of a Urdu/Hindi sentence with all the operative words in English. At what point is your language no longer yours, but someone else's cheap imitation? Urdu languishes — a zombie of its former self, disconnected from political, economic, intellectual and social vitality; and little more than a domestic, household tool best fit for simple, low-processing action. The "real stuff" happens in English."
>
> "اسی دوران اردو زبان ایک منصوبہ بند غیر اہم دلدل اور گہرائی تک ڈوبتی جارہی ہے۔ جو اردو ہم بولنے کا دعویٰ کرتے ہیں وہ دراصل اردو یا ہندی کے ڈھانچے پر مشتمل ایک ایسی زبان بن چکی ہے جس کے تمام مؤثر الفاظ انگریزی سے مستعار ہیں۔ آخر وہ کون سا لمحہ ہے جب زبان اپنی شناخت کھو بیٹھتی ہے اور کسی اور کی بھدی نقل بن جاتی ہے؟ اردو اب اپنے ماضی کی محض ایک کھوکھلی لاش ہے۔ سیاسی، معاشی، فکری اور سماجی زندگی سے کٹی ہوئی ہے۔ اب یہ صرف گھریلو سطح کی ایک معمولی زبان بن کر رہ گئی ہے جو محض روزمرہ کے سادہ اور سطحی امور کے لیے کارآمد ہے کیونکہ اصل فکری اور علمی عمل تو انگریزی میں ہوتا ہے۔"[5]

مابعد نو آبادیاتی مطالعے سے یہ شعور اجاگر ہوتا ہے کہ اردو زبان اپنی اصل روح اور فکری وقار سے بتدریج محروم ہوتی جارہی ہے۔ آج جو اردو ہمارے روزمرہ میں رائج ہے۔ وہ اپنی روایتی ساخت کھو چکی ہے اور انگریزی کے اثرات سے بری طرح متاثر ہے۔ یہ زبان اب اپنی تخلیقی اور علمی قوت کے بجائے محض اظہارِ ضرورت کا ذریعہ بن کر رہ گئی ہے۔ فکر و تحقیق اور سماجی مباحث کے میدان اب انگریزی کے زیر اثر ہیں۔ ایسے محسوس ہوتا ہے جیسے اردو اپنی تہذیبی و فکری شناخت سے کٹتی جارہی ہو۔ ہومی بھابھا کے نظریات یہ بتاتے ہیں کہ ثقافتوں کا تعلق سیدھا سادہ نہیں ہوتا بلکہ جب مختلف تہذیبیں ملتی ہیں تو ان کے درمیان ایک درمیانی، مخلوط اور مفاہمانہ جگہ بنتی ہے جہاں نئ

شناختیں اور نئے ثقافتی معانی جنم لیتے ہیں جسے وہ (third space) یا (Interstitial Space) کہتے ہیں۔ جو استعمار اور استعمار زدہ کی شناختوں میں کشمکش کو بیان کرتے ہیں۔ گائتری اسپواک کی "Subaltern" کا نظریہ بھی اہم ہے جو ان لوگوں کی آواز کو فروغ دیتا ہے جو نو آبادیاتی گفت و شنید میں خاموش رہ گئے۔ یہ نظریات اردو ادب میں ترجمہ کاری کے عمل کو صرف زبان کے تبادلے سے آگے بڑھا کر سماجی اور سیاسی طاقتوں کی سمجھ میں معاون ثابت ہوتے ہیں۔

زبان اور طاقت کا تعلق نو آبادیاتی فکر میں ایک بنیادی تصوّر ہے جو واضح کرتا ہے کہ زبان صرف گفتگو کا ذریعہ نہیں بلکہ ثقافت اور اختیار کے نظام میں ایک طاقتور آلہ ہے۔ زبان کے ذریعے نہ صرف خیالات اور جذبات کا اظہار ہوتا ہے بلکہ طاقت کے تعلقات کو بھی مستحکم یا چیلنج کیا جاتا ہے۔ طارق رحمان لکھتے ہیں:

> "Language, then, is a coin and what it buys in the market is power…. Language is intimately related both to ideology and power in Pakistan. The state has made Urdu a marker of Pakistani identity and an integrative device in a country which has at least five major ethnic groups with their own indigenous languages. The ethnic groups have countered the Centre which, in their perception, practices versions of internal colonialism."

> "پاکستان میں زبان کا گہرا تعلق نظریے اور طاقت دونوں سے ہے۔۔۔ پاکستان میں زبان، طاقت اور نظریے کے باہمی تعلق کا جامع خلاصہ پیش کرتا ہے۔ اس کے مطابق پاکستان میں زبان محض ابلاغ کا ذریعہ نہیں بلکہ سیاسی، سماجی اور فکری طاقت کی علامت ہے۔ ریاست نے اردو کو قومی وحدت اور شناخت کی علامت کے طور پر پیش کیا۔ لیکن مختلف لسانی و نسلی گروہوں نے اسے مرکز کی "اندرونی نو آبادیات" کی ایک شکل سمجھ کر رد کیا۔"[6]

پاکستان میں زبان صرف بات چیت کا ذریعہ نہیں بلکہ طاقت اور نظریے کی علامت ہے۔ ریاست نے اردو کو قومی وحدت کی علامت بنایا مگر یہ المیہ ہے کہ مختلف قومیتوں نے اسے مرکز کی بالادستی سمجھ کر قبول نہیں کیا۔ اردو زبان کی نو آبادیاتی دور میں جو حالت ہوئی وہ زبان اور طاقت کے اس ناگزیر تعلق کا اظہار ہے جو استعمار نے اپنی حکمرانی کے لئے کیا۔ جس سے نہ صرف اردو کی تشکیلی شناخت متاثر ہوئی بلکہ استعمار نے زبان میں اپنی اجارہ داری قائم کی اور اپنی روایتی حیثیت سے بڑھ کر ایک متحرک کردار ادا کرتے ہوئے جہاں فکری آزادی، ثقافتی شناخت اور سیاسی تسلط قائم کیا۔ اردو زبان پر مغربی فکر کے اثرات نے اس زبان کی تشریح اور ادبی تشخص پر گہرے نقوش چھوڑے ہیں۔ نو آبادیاتی دور کے بعد اردو زبان میں مغربی فلسفہ، تنقید، ادبی مظاہر اور فکر کے نئے راستے کھلے، جنہوں نے اردو ادب کو نئے زاویوں

سے سمجھنے کا موقع دیا۔ اس عمل سے اردو کے روایتی مفاہیم اور بنیاد کو آزمائش کا سامنا کرنا پڑا کیونکہ مغربی نظریات نے زبان کی ساخت اور اس کے ادبی معیار کو متاثر کیا۔ اردو زبان میں ترجمہ کاری کے یہ اثرات اسے عالمی ثقافت سے مربوط کرتے ہوئے زبان کی اپنی پہچان کو نئے سرے سے تعمیر کرنے کا موقع فراہم کرتے ہیں۔ اس طرح مغربی فکری اثرات کی قبولیت اور ردعمل دونوں نے اردو ادب کی جامع نشوونما میں اہم کردار ادا کیا ہے۔

ڈیجیٹل ترجمہ کاری ایک جدید فنی اور لسانی عمل ہے جو کمپیوٹر اور جدید ٹیکنالوجی کے ذریعے زبانوں کے مابین معنی اور مفاہیم کے تبادلے کو ممکن بناتا ہے۔ اس تصور کی بنیاد یہ ہے کہ زبان کو صرف انسانی فہم تک محدود نہ رکھا جائے بلکہ اسے مشینی عمل اور ڈیجیٹل پلیٹ فارمز پر بھی مؤثر انداز میں سمجھا اور منتقل کیا جا سکے۔ اردو ادب میں ڈیجیٹل ترجمہ کاری کی آمد نے زبان کی رسائی کو عالمی سطح پر وسعت دی ہے مگر اس کے ساتھ کئی چیلنجز اور نئے سوالات بھی سامنے آئے ہیں۔ یہ عمل نہ صرف الفاظ کی ترجمہ کی بات کرتا ہے بلکہ اس کے تحت زبان کے ثقافتی، ادبی، اور معنوی پہلو بھی اسی پلیٹ فارم پر محفوظ اور منتقل کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ شاستری لکھتے ہیں:

> "It looks like this is an easy way to translate a text but it is much more difficult and complex because the translation is never a mere word-for-word substitution. So, when it comes to human translation, then it is easy for a human translator to understand and interpret all the elements within the text and understand how each word within the text may influence the context of the text. This obviously will require a translator who is not only an expert in grammar, syntax, the semantics of the languages concerned but is also well versed with the socio-cultural contexts of both the languages, that is the source and the target language."

> "ظاہر میں کسی متن کا ترجمہ کرنا ایک آسان عمل محسوس ہوتا ہے لیکن درحقیقت یہ نہایت پیچیدہ اور مشکل مرحلہ ہے کیونکہ ترجمہ کبھی بھی لفظ بہ لفظ تبدیلی نہیں ہوتا۔ انسانی مترجم کے لیے یہ ضروری ہے کہ وہ متن کے تمام پہلوؤں کو سمجھے اور یہ جان سکے کہ ہر لفظ کس طرح پورے مفہوم اور سیاق وسباق پر اثر انداز ہوتا ہے۔ ایسا ترجمہ صرف وہی مترجم کر سکتا

> ہے جو صرف قواعد، ترکیب اور معنیات (Semantics) ہی نہیں بلکہ ماخذ اور ہدف دونوں زبانوں کے سماجی و ثقافتی سیاق سے بھی گہری واقفیت رکھتا ہو۔"[7]

ترجمہ صرف لفظ بہ لفظ کی تبدیلی نہیں ہوتا۔ ایک اچھا مترجم متن کے ہر پہلو کو سمجھتا ہے اور یہ جانتا ہے کہ الفاظ پورے معنی اور سیاق پر کیسے اثر کرتے ہیں۔ اس کے لیے مترجم کو صرف زبان کی قواعد و ترکیب کا علم نہیں بلکہ دونوں زبانوں کے ثقافتی اور سماجی پس منظر سے بھی واقف ہونا ضروری ہے یعنی ترجمہ ذہانت، فہم اور ثقافتی شعور کا کام ہے۔ صرف الفاظ کی جگہ بدلنے سے ترجمہ نہیں کہلاتا۔ ڈیجیٹل ترجمہ کاری کی یہ دنیا اردو ادب کے مخصوص اور پیچیدہ عناصر کو سمجھنے اور ان کی مناسب منتقلی میں محدود ہے جس کی وجہ سے مؤثر اور مستند ترجمہ کاری کے لیے انسانی فہم اور مشینی صلاحیتوں کے درمیان کافی خلا ہے جو کہ آہستہ آہستہ کم ہو رہا ہے۔ مشینی ترجمہ Machine (Translation) کی ساخت ایک مربوط نظام پر مشتمل ہوتی ہے جو مختلف الگورتھمز، زبان کی شناخت اور ڈیٹا پروسیسنگ کے ذریعے ترجمہ کا عمل سرانجام پاتا ہے۔ اس میں بنیادی طور پر دو اقسام پائی جاتی ہیں ان میں سے ایک قوانین پر مبنی ترجمہ اور دوسری ڈیٹا پر مبنی ترجمہ ہے۔ پہلی قسم میں قوانین پر مبنی ترجمہ جس میں زبان کی گرامر اور قواعد کو مشین میں بھرا جاتا ہے جبکہ ڈیٹا پر مبنی ترجمہ میں مشین کو وسیع ڈیٹا سیٹس (Datasets) اور ترجمے کی مثالوں سے مربوط کیا جاتا ہے تاکہ وہ لوجیکل تھنکنگ کے ذریعے جوابات دے سکے۔ اردو زبان کے حوالے سے مشینی ترجمہ کی ساخت میں خاص طور پر اس زبان کے ذخیرہ الفاظ، محاورات اور ادبی اسلوب کے تناظر میں متعدد تکنیکی پیچیدگیاں پائی جاتی ہیں۔ اس کے نتیجے میں یہ نظام اردو کی ترکیب نحوی اور معنوی پہلوؤں کو مکمل طور پر سمجھنے اور منتقل کرنے میں اکثر ناکام رہتا ہے جس کے باعث مشینی ترجمے کی قابلیت انسانی مترجم کی مہارت سے کم تر ہو جاتی ہے۔ الگورتھمک جانبداری Algorithmic (Bias) ایک اہم مسئلہ ہے جو ڈیجیٹل ترجمہ کاری کے عمل کو متاثر کرتا ہے۔ یہ جانبداری اس بات کی علامت ہے کہ کس طرح مشینی ترجمہ کے لیے استعمال ہونے والے ڈیٹا اور الگورتھمز استعمار کے بنائے ہوئے ہیں بعض اوقات تہذیبی، نسلی یا لسانی تعصبات کو برقرار رکھتے ہیں یا بڑھاتے ہیں۔ جب حاشیہ پر موجود مقامی اور اردو جیسی زبانوں کے ساتھ جانبداری سے کام لیا جاتا ہے تو اکثر وہ غیر مناسب مفاہیم کا شکار ہوتے ہے کیونکہ زیادہ تر ڈیٹا اور الگورتھمز مغربی زبانوں کی بنیاد پر تیار کیے جاتے ہیں۔ اس جانبداری کی بنیاد پر اردو جیسی نو آبادیاتی زبانوں کی ترجمہ کاری میں غلط فہمی، گمراہی یا ثقافتی تنگ نظری پیدا ہوتی ہے جو زبان کی اصل روح اور ادب کی نزاکت کو نقصان پہنچاتی ہے۔

> "Meanwhile, the Urdu language slips ever deeper into engineered irrelevancy. The Urdu we claim to speak is often just the bare-bones of an Urdu/Hindi sentence with all the operative

words in English. At what point is your language no longer yours, but someone else's cheap imitation? Urdu languishes — a zombie of its former self, disconnected from political, economic, intellectual and social vitality; and little more than a domestic, household tool best fit for simple, low-processing action. The "real stuff" happens in English. "

"دریں اثناء اردو زبان آہستہ آہستہ اپنی اہمیت اور جگہ کھوتی جا رہی ہے۔ وہ اردو جسے ہم بولنے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ اکثر اردو/ہندی کے جملے کے ضروری اجزاء اور تمام اہم الفاظ انگریزی میں ادا کیے جاتے ہیں۔ کب تک یہ زبان آپ کی اپنی رہے گی اور کب یہ کسی اور کی گھٹیا نقل بن جائے گی؟ اردو زوال پذیر ہے۔ اپنی سابقہ طاقتور شناخت کی مانند مردہ جسم، سیاسی، اقتصادی، فکری اور سماجی زندگی سے کٹی ہوئی اور صرف ایک گھریلو روزمرہ کے کاموں کے لیے موزوں آلہ بن کر رہ گئی ہے۔ اصل کام تو انگریزی میں ہوتا ہے۔"[8]

اردو زبان اپنی اصل حیثیت کھو رہی ہے اور گھروں میں بولی جانے والی روزمرہ کی زبان بن کر رہ گئی ہے۔ اکثر جملوں میں اردو کے ضروری الفاظ انگریزی میں بولے جاتے ہیں۔ اس طرح اردو اپنی طاقت سے محروم ہو کر زوال کی طرف جا رہی ہے۔ اس لیے الگور تھمک جانبداری کے خلاف تدابیر اور محتاط ڈیٹا کا استعمال اردو ترجمہ کاری کے لیے ناگزیر ہیں۔

مقامی یا استعمار زدہ کی یا حاشیہ پر موجود زبانیں ڈیجیٹل دنیا میں استعماری زبانوں کے مقابلے میں ڈیٹا کے حوالے سے کم اہمیت کی حامل ہوتی ہیں جس کی وجہ سے ان زبانوں کی ڈیجیٹل ترجمہ کاری کے لیے دستیاب مواد محدود اور غیر مکمل ہوتا ہے۔ اردو زبان بھی اس مرکزیت کے تقاضوں سے مستثنیٰ نہیں ہے اس لیے ڈیٹا کی کمی، محدود لغات اور ترجمہ کے نمونوں کی عدم دستیابی اس کی ترجمہ کاری کی صلاحیت کو محدود کرتی ہے۔ خاور لطیف خان کے مضمون کا لب لباب یہ ہے:

"Digital platforms and machine translation systems tend to reinforce linguistic hierarchies by privileging English and marginalizing languages like Urdu. This digital imbalance is

not a mere technical issue; it is a continuation of colonial patterns of epistemic domination in new, algorithmic forms. "

"ڈیجیٹل پلیٹ فارمز اور مشینی ترجمے کے نظام لسانی مراتب کو مزید مضبوط کرتے ہیں کیونکہ وہ انگریزی کو فوقیت دیتے ہیں اور اردو جیسی زبانوں کو حاشیے پر دھکیل دیتے ہیں۔ یہ ڈیجیٹل عدم توازن کوئی تکنیکی مسئلہ نہیں بلکہ نوآبادیاتی فکری غلبے کی ایک نئی "الگورتھمی صورت" میں تسلسل ہے۔"[9]

جدید ڈیجیٹل نظام اور خودکار ترجمے والی مشینیں انگریزی زبان کو زیادہ اہمیت دیتی ہیں کیونکہ یہ استعمار کے کنٹرول میں ہے۔ اس لئے اردو جیسی زبانوں کو کم تر سمجھا جاتا ہے۔ یہ مسئلہ صرف ٹیکنالوجی کا نہیں بلکہ نوآبادیاتی سوچ کا نیا انداز ہے جس میں طاقتور زبانیں کمزور زبانوں پر حاوی رہتی ہیں۔ اس مرکزیت کے نتیجے میں اردو ترجمہ کاری کے لیے مشین لرننگ ماڈلز اور ڈیجیٹل پلیٹ فارمز میں غیر متوازن پیش رفت ہوتی ہے جس سے اس زبان کی عالمی سطح پر موثر نمائندگی متاثر ہوتی ہے۔ کسی ایک زبان کی برتری کی وجہ سے اردو زبان کی عالمی اہمیت اور ادبی تنوع متاثر ہوتا ہے اس لیے اردو کے لیے خاص اور جامع ڈیجیٹل ڈیٹا سیٹس (Datasets) کی تیاری ناگزیر ہے ڈیٹا سیٹس سے مراد وہ ریکارڈ یا اعداد و شمار ہیں جو کمپیوٹر کو دیئے جاتے ہیں جس کی بنیاد پر کمپیوٹر لرننگ کا نظام ترتیب دیتے ہوئے اسے استعمال کرتا ہے تاکہ اس زبان کو ڈیجیٹل ترجمہ کاری میں برابر کا مقام حاصل ہو سکے۔ اردو ترجمے میں تکنیکی اور معنوی مشکلات کئی پہلوؤں پر مشتمل ہوتی ہیں جنہیں عبور کرنا ڈیجیٹل ترجمہ کاری ابھی تک سب سے بڑا چیلنج ہے۔ تکنیکی مشکلات میں سب سے بڑھ کر اردو کی نحوی پیچیدگیاں، متنوع لغات اور طرز بیان کی انفرادیت شامل ہیں جو مشینی ترجمہ کے جدید نظاموں کے لیے فہم و ادراک کا مسئلہ بنتی ہیں جسے وہ بیان کرنے سے قاصر ہے۔ معنوی پیچیدگیوں میں ادبی ذوق، محاورات، تاریخی اور ثقافتی حوالہ جات کا مناسب ترجمہ شامل ہے جس میں باریک معنی اور جذباتی رنگ کو برقرار رکھنا مشکل ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ اردو زبان کے خط و کتابت کا نظام بھی ڈیجیٹل پلیٹ فارمز کے لیے ایک خاص چیلنج ہے کیونکہ دیوناگری یا رومن رسم الخط میں ترجمہ کاری پیچیدگیوں کو جنم دیتی ہے اور جسے استعمار کی پشت پناہی حاصل ہے۔ اردو ادب ان تمام مسائل کے باوجود ڈیجیٹل ترجمہ کاری کو کامیاب بنانے کے لیے تکنیکی جدت اور فنی مہارتوں کو یکجا کرنا ضروری ہے تاکہ اردو زبان کے مطالب، معنوی گہرائیوں اور فنی حسن کو برقرار اور محفوظ کیا جا سکے۔

منتخب ادبی متون کا انتخاب تحقیق میں ایک اہم مرحلہ ہے کیونکہ یہ اردو ادب کے مختلف پہلوؤں اور اس کے مختلف ادبی انداز کو سمجھنے کا اچھا ذریعہ ہے۔ غالب کی غزلوں، منٹو کے افسانوں، اقبال کی فکری شاعری اور قرۃ العین حیدر کی نثری تخلیقات جیسی ادبی عظیم شخصیات کے متون اردو ادب کی مختلف جہتوں کو ظاہر کرتے ہیں۔ ہر مصنف کا اسلوب، زبان اور فکری انداز الگ الگ ہے جسے ڈیجیٹل ترجمہ کاری میں سمجھنا اور درست ترجمہ کرنا ایک لمحہ فکریہ ہے۔ یہ متون اپنی نزاکت، محاورات، تاریخی سیاق و سباق اور ثقافتی گہرائی کے باعث ترجمہ

کاری کے لیے آزمائش ثابت ہوتے ہیں۔ تحقیق میں ان متون کا انتخاب اس لیے بھی اہم ہے تا کہ مشینی اور انسانی ترجمہ کاری کے درمیان فرق کو واضح کیا جا سکے اور اردو ادب کی منفرد خصوصیات کو عالمی زبانوں میں بہتر انداز میں منتقل کیا جا سکے۔ انسانی اور مشینی ترجموں کا تقابلی جائزہ ایک دلچسپ اور نہایت اہم پہلو ہے جس سے ڈیجیٹل ترجمہ کاری کے معیار اور حدود کو سمجھا جا سکتا ہے۔

"This study examines the transfer of semantic and pragmatic meanings employed in the English subtitles of the culturally rich Urdu television play *Kuch Ankahi*, written by Syed Mohammad Ahmed, focusing on the accuracy of meaning and cultural features during translation. Using a qualitative approach, this study analyzes selected dialogue pairs to explore how meanings are generalized or specified deliberately. These choices are evaluated not only for their effectiveness in maintaining the core meaning of the source text (ST) but also on how they influence the tone, emotional impact, and cultural expressiveness of the dialogues when translated into the target text (TT)."

"یہ مطالعہ معروف مصنف سید محمد احمد کے تحریر کردہ ثقافتی رنگوں سے بھرپور اردو ڈرامہ "کچھ ان کہی "کے انگریزی سب ٹائٹلز میں معنوی اور عملی (Semantic and Pragmatic) مفاہیم کی منتقلی کا جائزہ لیتا ہے۔ جس میں ترجمے کے دوران معنی کی درستی اور ثقافتی عناصر کی نمائندگی پر توجہ دی گئی ہے۔ معیاری (Qualitative) طریقِ کار اپناتے ہوئے۔ اس تحقیق میں منتخب مکالموں کے جوڑوں کا تجزیہ کیا گیا ہے تا کہ یہ دیکھا جا سکے کہ کہاں معنی کو دانستہ طور پر عام یا مخصوص انداز میں منتقل کیا گیا۔ ان انتخابوں کا جائزہ نہ صرف اس بنیاد پر لیا گیا ہے کہ وہ ماخذ متن (Source Text) کے بنیادی مفہوم کو کس حد تک برقرار رکھتے ہیں بلکہ اس پہلو سے بھی کہ وہ ترجمہ شدہ متن (Target Text) میں لہجے، جذباتی اثر اور ثقافتی اظہاریت کو کس طرح متاثر کرتے ہیں۔"[10]

انسانی مترجم زبان کی باریکیوں، ثقافتی حوالوں اور معنوی گہرائی کو مد نظر رکھتے ہوئے ترجمہ کرتا ہے جبکہ مشینی ترجمہ زیادہ تر الگور تھمز اور ڈیٹا پر منحصر ہوتا ہے جس میں زبان کی لطافت اور محاورتی رنگت کھو جاتی ہے۔ مشینی ترجمہ میں اکثر اصطلاحات، محاورات اور فکری

پیچیدگیاں درست طور پر منتقل نہیں ہو پاتیں جس کی وجہ سے ترجمے میں معنوی خلا پیدا ہوتا ہے۔ انسانی ترجمہ میں تخلیقی سوچ اور جذباتی امتزاج کا عنصر شامل ہوتا ہے جو ادب کی روح کو زندہ رکھتا ہے جب کہ مشینی ترجمہ بنیادی طور پر سطحی اور زیادہ تکنیکی ہوتا ہے۔ اس تقابل سے اردو ادب کی ڈیجیٹل ترجمہ کاری کی آزمودگی واضح ہوتی ہے اور جس سے انسانی مہارت کی اہمیت اجاگر ہوتی ہے۔

فکری اور ثقافتی بگاڑ کی مثالیں اردو ادب کے ترجمہ میں اکثر دیکھنے کو اس وقت ملتی ہیں جب ترجمہ کاری مشینوں سے کی جاتی ہے۔ فکری بگاڑ کا مطلب ہے کہ اصل متن کے اندر موجود تصورات، نظریات یا مخصوص نقطۂ نظر کو ترجمے میں غلط انداز میں پیش کیا جائے۔ ثقافتی بگاڑ اس وقت اور بھی زیادہ پیچیدہ ہوتا جاتا ہے جب یہ ادب میں موجود ثقافتی حوالوں، سماجی رسم ورواج اور زبان کی مخصوص علامتوں کو توڑ مروڑ کر پیش کرتا ہے۔ ایسے بگاڑ اردو ادب کی فکری وسعت اور ثقافتی حیثیت کو متاثر کرتے ہیں اور قاری کو اصل ادبی تجربے سے دور لے جاتے ہیں۔ جب مشینی ترجمہ ثقافت کی باریکیوں کو نظر انداز کرتے ہوئے مسائل کو مزید بڑھا دیتا ہے جس سے ادبی پارے کی حیثیت متاثر ہوتی ہے۔ اردو ادب کے ترجمہ میں محاورات، استعاروں اور ثقافتی علامتوں کی تبدیلی بہت اہم اور نازک موضوع ہے کیونکہ یہ زبان کے جذباتی اور فکری رنگ کو نمایاں کرتے ہیں۔ محاورات اور استعارے زبان کے روحانی عناصر ہیں جو کسی بھی ادب کو زندہ اور منفرد بناتے ہیں مگر ان کا ترجمہ کرتے وقت اگر ان کے معانی یا پس منظر کو نظر انداز کیا جائے تو ترجمہ میں جذبات، احساسات اور اثر باقی نہیں رہتا وہ صرف لفظوں کا مجموعہ بن جاتا ہے۔ اردو ادب میں خاص طور پر نواع واقسام کے محاورات، استعارے اور علامتیں ایسی ہوتی ہیں جن کا مطلب صرف زبان کی حد تک محدود نہیں بلکہ ثقافت اور معاشرت سے جڑا ہوتا ہے۔ ڈیجیٹل ترجمہ کاری کے دوران اکثر ان نشانات کا ترجمہ لفظی طور پر کیا جاتا ہے جس سے اصل معنویت ختم ہو جاتی ہے۔ یہ تبدیلیاں نہ صرف ادبی حسن کو متاثر کرتی ہیں بلکہ اردو ادب کی ثقافتی وسعت اور فکری پیچیدگی کو بھی کم کر دیتی ہیں۔ اردو ادب کے فکری رنگ کا فقدان ایک سنجیدہ مسئلہ ہے جو ڈیجیٹل ترجمہ کاری کے پیچیدہ عمل میں اکثر سامنے آتا ہے۔ ڈاکٹر زاہد علی اور محمد عمران لکھتے ہیں:

> "The main purpose of this analysis is to scrutinize the translator's endeavours to adapt to the linguistic and cultural subtleties of the target audience while maintaining an authentic representation of the source material. Concurrently, translation is being employed to facilitate cross-cultural communication due to its capacity to surpass linguistic barriers, whereas in the past, it was utilized to achieve political objectives. Communication between the source and target

languages, as well as their respective cultures, occurs through the translation process; the likelihood that a word, concept, or idea cannot be expressed in another language never decreases. Whenever this occurs, the translator seeks the most appropriate equivalent that accurately communicates the intended meaning of the source text"

"اس تجزیے کا بنیادی مقصد مترجم کی اُن کاوشوں کا باریک بینی سے جائزہ لینا ہے جو اُس نے ماخذ متن کی اصل روح کو برقرار رکھتے ہوئے ہدفی قاری کی لسانی اور ثقافتی نزاکتوں سے ہم آہنگ کرنے کے لیے کیں۔ اسی دوران ترجمہ مختلف ثقافتوں کے درمیان رابطے کا ایک مؤثر وسیلہ بن چکا ہے کیونکہ اس میں لسانی سرحدوں کو عبور کرنے کی صلاحیت موجود ہے جب کہ ماضی میں اسے زیادہ تر سیاسی مقاصد کے حصول کے لیے استعمال کیا جاتا تھا۔ ترجمے کے عمل میں ماخذ اور ہدف زبانوں کے ساتھ ساتھ ان کی متعلقہ ثقافتوں کے درمیان بھی ایک مکالمہ جاری رہتا ہے۔ اس دوران کسی لفظ، تصور یا خیال کا دوسری زبان میں بالکل درست متبادل نہ ملنا ایک معمول کی بات ہے۔ جب بھی ایسا ہوتا ہے مترجم اس کے لیے ایسا موزوں ترین متبادل تلاش کرتا ہے جو ماخذ متن کے مقصود معنی کو درست اور بامحاورہ انداز میں منتقل کر سکے۔"[11]

ترجمہ صرف الفاظ کی تبدیلی نہیں بلکہ ثقافتی اور لسانی باریکیوں کو سمجھنے کا ایک نازک عمل ہوتا ہے۔ مترجم کی یہ ذمہ داری ہوتی ہے کہ وہ ماخذ متن کی اصل روح برقرار رکھتے ہوئے ہدف زبان کے قاری کے لیے اسے قابلِ فہم بنائے۔ ترجمہ کے دوران اکثر ایسے تصورات اور محاورے سامنے آتے ہیں جن کا دوسری زبان میں عین متبادل نہیں ملتا جس سے مفہوم بگڑنے کا خطرہ بڑھ جاتا ہے۔ خاص طور پر ڈیجیٹل ترجمہ اگرچہ یہ سہولت فراہم کرتا ہے مگر اکثر پیچیدہ، ناقص اور ثقافتی یا معنوی نزاکتوں کو منتقل کرنے سے قاصر رہتا ہے۔ اردو ادب میں فکری رنگ خیالات کا مجموعہ نہیں بلکہ اس میں فلسفہ، ثقافت، تاریخ اور احساسات کا ایک پیچیدہ امتزاج ہوتا ہے جو زبان کی نزاکت اور ادب کی روح کو پایہ تکمیل تک پہنچاتا ہے۔ جب یہ رنگ ترجمہ کے دوران غیر مستند انداز سے تبدیل ہو جائے ہے تو ادب کی اصل فکری شناخت متاثر ہوتی ہے۔ مشینی ترجمہ میں یہ مسائل عام ہیں کیونکہ ثقافتی شعور کی کمی کی بنا پر ادبی مفاہیم اور نظریات کی معنویت برقرار نہیں رہتی۔ جس سے اردو ادب کے مرکزی موضوعات اور فکری شعور اور تخلیقی سوچ ماند پڑ جاتی ہے۔ جس سے اردو ادب کی عالمی سطح پر پزیرائی کم ہو

جاتی ہے اور قاری تک اس کی حقیقی روح منتقل نہیں ہو پاتی۔ اردو ادب کی ڈیجیٹل ترجمہ کاری میں اس فکری رنگ کو بحال اور محفوظ کرنا عصر حاضر میں ایک بڑی آزمائش ہے۔

ڈیجیٹل سرمایہ داری اور علمی غلبہ کے تناظر میں استعماری ہتھکنڈوں اور دنیا کی بگڑتی ہوئی لسانی اور ثقافتی پیچیدگیوں کو سمجھنا ضروری ہے۔ اس نظام میں چند بڑی طاقتیں تکنیکی اور علمی وسائل پر قبضہ جما کر اپنی زبانوں کو دوسری زبانوں پر مسلط کرتی ہیں اور تسلط زدہ علاقوں میں اپنی زبان کو ترجیح دیتے ہوئے مراعات کا اعلان کیا جاتا ہے تاکہ محکوم اقوام ان کی زبان کو سیکھنے کی طرف راغب ہوں۔ اردو جیسی زبانیں اس علمی رقابت میں اکثر پیچھے رہ جاتی ہیں کیونکہ انہیں محدود ڈیجیٹل وسائل اور تحقیقاتی سرمائے کی کمی کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اس علمی غلبے کا مطلب یہ بھی ہے کہ جو معلومات اور زبانیں ڈیجیٹل پلیٹ فارمز پر مرکزی حیثیت رکھتی ہیں وہی عالمی فہم اور ثقافت کی تشکیل میں اہم کردار ادا کرتی ہیں اور باقی زبانوں کو حاشیے پر دھکیل دیا جاتا ہے۔ اردو کی ڈیجیٹل ترقی کے لیے اس علمی غلبے کو تسلیم کرتے ہوئے مؤثر حکمت عملی اپنانا گزیر ہے تاکہ اسے برقرار رکھا جاسکے اور علمی سرمایہ داری کے تسلط کا مقابلہ کیا جاسکے۔ عالمی سطح پر تراجم کے نظاموں میں مغربی مرکزیت ایک حقیقت ہے جسے نظر انداز نہیں کیا جاسکتا کیونکہ یہ نظام زیادہ تر مغربی زبانوں اور ثقافتوں کی ترجمانی کے لیے ترتیب دیے گئے ہیں۔ یہ مرکزیت نہ صرف ترجمے کے معیار پر اثر انداز ہوتی ہے بلکہ عالمی فکری اور ثقافتی توازن کو بھی متاثر کرتی ہے۔ جہاں اردو جیسی نوآبادیاتی زبانیں اس دھارے میں حاشیے کی حیثیت اختیار کر لیتی ہیں جہاں ان کے دقیق اور متنوع ادبی پہلوؤں کو مکمل طور پر سمجھنا اور سراہنا مشکل ہوتا ہے۔ ترجمہ کے بین الاقوامی نظاموں میں اس طرح کی مرکزیت مغربی ثقافتی تشکیلات کو فوقیت دیتی ہے جو مقامی زبان کے تنوع کو کمزور کرتی ہے۔ اس لیے اردو ترجمہ کاری کو ایسی عالمی ترتیبات میں خود کو منوانا اور اپنی ثقافتی خودمختاری کو برقرار رکھنا ایک کڑی آزمائش ہے جو مغربی مرکزیت میں اپنی جگہ بنائے۔ اردو بطور حاشیہ زبان کا تصور اردو زبان کی عالمی سطح پر محدود حیثیت کی عکاسی کرتا ہے جہاں اسے ایک ثانوی زبان کی حیثیت حاصل ہے۔ اس مقام کی وجہ سے اردو کو وہ تکنیکی، معاشی اور ثقافتی وسائل میسر نہیں جو مرکزی زبانوں کو دستیاب ہیں۔ زبان کی یہ حاشیہ بندی اردو ادب کی ترقی اور اس کی عالمی شناخت کے لیے رکاوٹ ہے کیونکہ اس کے ذریعے زبان کی تخلیقی صلاحیتوں اور معنوی گہرائیوں کو کم سمجھا جاتا ہے۔ اس نظریے کے تناظر میں اردو کو مضبوط بنانے کے لیے ضروری ہے کہ اسے خودمختار، فعال اور عالمی زبانوں کے برابر حیثیت دی جائے تاکہ ادبی اور فکری اعتبار سے اردو کا مقام بلند ہو سکے۔

ڈیجیٹل نوآبادیات کے فکری و ثقافتی اثرات اردو ادب کی موجودہ صورت حال پر گہرے نشان ثبت کر چکے ہیں کیونکہ یہ جدید دور کی نوآبادیاتی قوتیں نئی ٹیکنالوجی کے ذریعے زبان اور ادب کو قابو میں رکھنے کا ذریعہ بن گئی ہیں۔ ڈیجیٹل طاقتور ادارے زبان کے استعمال کو قابو میں رکھنے اور ثقافتی رجحانات کو بھی اپنی مرضی کے مطابق ڈھالتے ہیں۔ فکری نوآبادیات کے زیرِ اثر اردو ادب میں صرف زبان ہی نہیں بدلی بلکہ ادب اور ثقافت کی اپنی اصل شناخت، اندازِ فکر اور معنوی خودمختاری بھی متاثر ہو گئی ہے۔ جس میں مقامی تخلیقات کو عالمی

مارکیٹ کے تقاضوں کے تابع کیا جاتا ہے۔ یہ عمل اردو ادب کی آزادانہ تخلیق اور فکری آزدی کے لیے ایک کڑی آزمائش ہے جو مستقبل میں اس زبان کی ثقافتی شناخت کو متاثر کر سکتی ہے۔ ڈاکٹر ماجد ممتاز اور طیبہ بشیر لکھتے ہیں:

"The debates surrounding cultural imperialism and the resultant hybridization presented the complexities and dilemmas of identity for the colonized, and Urdu literature engaged with the nuances and complications of this hybridization as it grappled with the imperialism and the resultant cultural influences and changes. … adaptation and appropriation of cultural motifs and influences to resistance. Urdu writers' responses to Western cultural influences coalesced around the questions of identity; the implications of Western cultural influences were …. Urdu writers embraced and resisted Western cultural influences simultaneously; Western cultural influence was both an opportunity and a threat. …. and articulation of identity…. cultural hybridity and eclecticism co-existed with the articulation of a singular/essential identity"

"ثقافتی سامراجیت اور اس سے پیدا ہونے والی تہذیبی آمیزش نے محکوم اقوام کے لیے شناخت کے نہایت پیچیدہ سوالات اور الجھنیں پیدا کیں اور اردو ادب نے اس آمیزش کی باریکیوں اور الجھنوں سے اسی وقت مکالمہ کیا جب وہ سامراجی اثرات اور اُن کے نتیجے میں آنے والی ثقافتی تبدیلیوں سے نبرد آزما تھا۔ ان اثرات کے جواب میں مختلف رویّے سامنے آئے۔ جن میں کہیں قبولیت، کہیں مطابقت اور کہیں صریحا مزاحمت نظر آئی لیکن اردو ادیبوں کے ردِ عمل کا محور شناخت کا سوال رہا۔ جہاں مغربی ثقافتی اثرات کے نتائج پر فکری و تخلیقی سطح پر بحث و تمحیص ہوئی۔ اردو ادیبوں نے مغربی اثرات کو بیک وقت قبول بھی کیا اور رد بھی کیا کیونکہ مغربی ثقافتی دباؤ ان کے لیے ایک موقع اور ایک خطرہ بھی تھا مثلاً مغربی اثر نے شناخت کے تصور کو مزید پیچیدہ اور ملا جلا یعنی مرکب بنا دیا لیکن اسی کے ساتھ یہ اعتراف

بھی کیا کہ شناخت کی تشکیل اور اظہار میں زبان کو بنیادی حیثیت حاصل ہے۔ یوں اردو ادیبوں نے ایک تہہ دار شناخت کو جنم دیا۔ جس میں ثقافتی آمیزش اور تنوع ایک طرف موجود تھا اور دوسری طرف ایک خالص اور واحد شناخت کی جستجو بھی جاری تھی۔"[12]

اردو ادب مقامی تخلیقی اور ثقافتی اظہار کے لئے استعمار کے دباؤ کا شکار ہوا جس سے فکری آزادی کو شدید آزمائش کا سامنا کرنا پڑا اور مستقبل میں اردو کی ثقافتی شناخت خطرے میں پڑ گئی۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ اردو ادب کی آزادانہ ارتقائی سمت کو نو آبادیاتی معیشت اور لسانی بالادستی نے محدود اور از سرِ نو تشکیل دیا۔ اس لئے استعمار کی نئ صورتیں ترجمہ کاری کے میدان میں پہلے سے زیادہ پیچیدہ اور متنوع ہو چکی ہیں جہاں پرانی نو آبادیاتی حکمرانی کی بجائے ڈیجیٹل اور عالمی سرمایہ داری کی طاقتیں روبہ عمل ہیں۔ آج ترجمہ کاری کے ذریعے زبانوں اور ثقافتوں کی آزادی کمزور ہوتی جارہی ہے کیونکہ عالمی ڈیجیٹل پلیٹ فارمز اور مشینی ترجمہ کی جدید تکنیکوں کے ذریعے ثقافتی یکسانیت کو فروغ دیا جارہا ہے۔ اردو زبان اور ادب اس عمل کے تحت اپنی خود مختاری اور فکری آزادی کو برقرار رکھنے کے لیے جدوجہد کر رہے ہیں کیونکہ ترجمہ کاری کا یہ نیا چہرہ مقامی تنوع کو مدھم اور عالمگیریت کو فوقیت دیتا ہے۔ استعمار کی یہ نئ صورتیں زبان اور ترجمہ کاری کی دنیا میں طاقت کے نئے کھیل کھیل رہی ہیں جو ثقافتی حاکمیت کے نئے دور کی نمائندگی کرتی ہیں۔

اردو زبان کے لیے جدید ترجمہ ماڈلز کی ضرورت ایک ناگزیر حقیقت بن چکی ہے یعنی جدید دور میں ترجمے کے کئ ماڈلز استعمال ہو رہے ہیں جن میں نیورل مشین ترجمہ پورے جملے کا مفہوم سمجھ کر ترجمہ کرتا ہے جبکہ ٹرانسفارمر ماڈل جملے کے اہم حصوں پر توجہ دیتا ہے۔ کثیر لسانی ماڈل کئ زبانوں میں کام کرتا ہے اور سیاق شناس ماڈل مطلب کو پس منظر کے مطابق واضح کرتا ہے۔ آخر میں ہائبرڈ ماڈل مشینی ترجمے کے ساتھ انسانی ترمیم کو ملا کر زیادہ درست نتیجہ فراہم کرتا ہے۔ لائبہ فیاض، منیف حسن، ثناء اور سرمد لکھتے ہیں:

"The absence of dedicated Urdu LLMs highlights a significant need for such resources. This paper introduces the first continual pretraining followed by fine tuning of Llama-3.1-8B-Instruct model for Urdu, leveraging a dataset of 128 million tokens and using the LoRA training approach for instruct tuning. This pioneering effort aims to pave the way for future research and development of more sophisticated Urdu language models."

"اردو کے لیے مخصوص بڑے لسانی ماڈلز (LLMs) کی عدم موجودگی اس امر کی جانب اشارہ کرتی ہے کہ اس نوعیت کے وسائل کی شدید ضرورت ہے۔ یہ مقالہ پہلی مرتبہ اردو زبان کے لیے Llama-3.1-8B-Instruct ماڈل کی مسلسل تربیت اور بعد ازاں باریک فنی تطبیق (fine-tuning) کا عمل متعارف کراتا ہے، جو ۱۲ کروڑ ۸۰ لاکھ لسانی اجزاء پر مشتمل ڈیٹا سیٹ اور LoRA تربیتی طریقہ کار کے ذریعے انجام دیا گیا ہے۔ یہ ابتدائی مگر انقلابی کوشش مستقبل میں اردو کے مزید ترقی یافتہ اور دقیق لسانی ماڈلز کی تیاری و تحقیق کی راہ ہموار کرنے کی سعی ہے۔"[13]

اردو کے لیے ایسے مخصوص ماڈلز کی ضرورت ہے جو اس کی لسانی اور ثقافتی خصوصیات کو بخوبی گرفت میں لے سکیں۔ صرف مغربی یا کثیر لسانی نظاموں پر انحصار نہ کیا جائے کیونکہ بین الاقوامی ترجمہ کاری کے نظام زیادہ تر مغربی زبانوں کی بنیاد پر بنائے گئے ہیں۔ اردو کی پیچیدگی، لسانی اور ادبی خدوخال کو سمجھنے کے لیے ایسے ماڈلز بنانا ضروری ہیں جو اردو کی خاصیتوں کو مد نظر رکھیں اور زبان کی فنی نزاکتوں کو ترجمہ کے عمل میں محفوظ رکھ سکیں۔ یہ ماڈلز نہ صرف اردو ادبی ورثے کو بہتر انداز میں عالمی سطح پر پہنچانے میں مددگار ہوں گے بلکہ مترجمین کی محنت کو بھی آسان بنائیں گے۔ اس کے ذریعے ترجمہ کا عمل معیاری اور مستند ہو گا اور اردو زبان کا حقیقی اثر بین الاقوامی سطح پر محسوس کیا جائے گا۔ اس مقصد کے لیے ضروری ہے کہ اردو زبان کے مثبت اور منفرد پہلوؤں کو مد نظر رکھتے ہوئے ماڈلز کی تیاری کی جائے تاکہ زبان کو سرفراز رکھنے کے ساتھ ساتھ اسے تکنیکی ترقی کے تقاضوں سے ہم آہنگ کیا جا سکے۔ مقامی ڈیٹا سیٹس کی تیاری اردو زبان کی ڈیجیٹل ترقی کا بنیادی ستون ہو سکتی ہے کیونکہ ترجمہ کاری کی قدرتی صلاحیت کا دارومدار ڈیٹا کی تعداد اور معیار پر ہوتا ہے۔ اردو زبان کے لیے مخصوص اور معیاری ڈیٹا سیٹس کی عدم موجودگی نے مشینی ترجمے کے بہت سے مسائل کو جنم دیا ہے۔ ایسے ڈیٹا سیٹس جن میں اردو کے متنوع ادبی، ثقافتی اور روزمرہ کے جملے شامل ہوں تو وہ مشینی ترجمے کی صلاحیت کو بڑھا سکتے ہیں اور ترجمے کے معیار کو بہتر کر سکتے ہیں۔ اس سلسلے میں اردو کے مختلف لہجوں اور اسلوب کو بھی شامل کر کے جامع ڈیٹا بیس تیار کرنا بہت اہم ہے تاکہ ترجمہ کاری میں یکسانیت کی بجائے زبان کے تنوع کو برقرار رکھ سکے۔ اس امر کو ممکن بنانے کے لیے زبان دان، محققین اور تکنیکی ماہرین کی مشترکہ کوششیں درکار ہیں۔

لسانی خودمختاری کے امکانات اردو زبان کی سالمیت اور بچاؤ کے لیے ایک امید افزا پہلو ہے جو زبان کو اپنی تشخص اور ثقافتی شناخت کے تحفظ کا موقع فراہم کرتا ہے۔ لسانی خودمختاری سے مراد یہ ہے کہ کسی زبان کو صرف ترجمے یا ابلاغ کا ذریعہ سمجھنے کے بجائے اسے اس کے اپنے فکری، ادبی اور ثقافتی انداز کے ساتھ اپنایا جائے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ زبان کو روزمرہ گفتگو، تحریر اور تخلیقی اظہار میں اس کی انفرادیت اور خصوصیات کے ساتھ استعمال کیا جائے تاکہ وہ دوسری زبانوں کے خیالات کی نقل کا ذریعہ نہ بنے بلکہ اپنی الگ شناخت اور

فکری آزادی بر قرار رکھے۔ لسانی خود مختاری دراصل اس بات پر زور دیتی ہے کہ زبان صرف الفاظ کا مجموعہ نہیں بلکہ ایک ثقافتی اور فکری طاقت ہے جسے اپنی بنیادوں کے ساتھ زندہ رکھنا ضروری ہے۔ ڈیجیٹل دور میں اس کے لیے ضروری ہے کہ اردو کو وہ تکنیکی، تعلیمی اور ثقافتی حمایت دی جائے جو اسے غیر مغربی زبانوں میں مضبوط حیثیت دلائے۔ اس سے زبان کے اندرونی تضادات کم ہوں گے اور زبان نئے عہد کے تقاضوں کے ساتھ ہم آہنگ بنے گی جو اردو ادب کے فکری تنوع اور تخلیقی صلاحیتوں کو نئی جہتیں دے گی۔ مونا حنیف اور ڈاکٹر جاوید اقبال لکھتے ہیں:

"Subsequently, a bibliographic coupling map of themes was constructed through VOS viewer. This map cluster's themes based on their cooccurrence and semantic proximity, visually highlighting thematic groupings and dominant subject areas in Urdu translations over the past two decades. This approach reflects the growing use of digital tools and sociologically informed methodologies in translation research, as noted by Huang (2017)and Sang (2017), who argue for the integration of computational techniques in analyzing translation within socio-cultural contexts."

"بعد ازاں وی او ایس ویوَر (VOS Viewer) کی مدد سے موضوعات کا ایک بائبلیو گرافک کپلنگ نقشہ تیار کیا گیا۔ یہ نقشہ موضوعات کو اُن کی باہمی تکرار اور معنوی قربت کی بنیاد پر گروہوں میں تقسیم کرتا ہے جس کے ذریعے گزشتہ دو دہائیوں میں اردو تراجم کے نمایاں رجحانات اور غالب علمی میدانوں کو بصری طور پر اجاگر کیا گیا۔ یہ طریقِ کار ترجمہ کاری تحقیق میں ڈیجیٹل آلات کے بڑھتے ہوئے استعمال اور سماجیاتی شعور پر مبنی تحقیقی طریقوں کی عکاسی کرتا ہے جیسا کہ ہوانگ (2017) اور سانگ (2017) نے واضح کیا ہے۔ ان کے مطابق ترجمے کے تجزیے میں سماجی و ثقافتی تناظر کو سمجھنے کے لیے حسابی (Computational) تکنیکوں کا انضمام وقت کی ایک اہم ضرورت بنتا جا رہا ہے۔"[14]

اردو کے لیے ایسے جدید ترجمہ کاری ماڈلز تیار کیے جائیں جو اس کی منفرد لسانی ساخت اور ثقافتی سیاق و سباق کو ملحوظ رکھ سکیں۔ ایسے ماڈلز زیادہ درست، بامعنی اور سیاقی ترجمہ فراہم کرنے میں مددگار ثابت ہوں گے اور اردو متون کی ادبی و جمالیاتی خوبیوں کے تحفظ کا ذریعہ بھی بنیں گے۔ مختلف ثقافتوں کے درمیان سمجھ، شعور، احترام اور رابطہ پیدا کرنا ضروری ہے۔ اردو ادب اور زبان کو عالمی سطح پر مؤثر بنانے کے لیے ضروری ہے کہ ہم بین الثقافتی اصولوں کا ادراک رکھیں اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر ہم چاہتے ہیں کہ اردو زبان دنیا میں زیادہ اثر رکھے تو ہمیں دوسری تہذیبوں اور زبانوں کے ساتھ بات چیت، سمجھ بوجھ اور احترام کے ساتھ تعلق قائم کرنا ہو گا۔ آج کی دنیا میں زبان کا کسی ایک ثقافت تک محدود رہنا ناممکن ہو چکا ہے اس لیے ترجمہ کاری اور ادبی تبادلے میں ایسے اصول وضع کیے جانے چاہئیں جو مختلف ثقافتوں کے مابین گہرے اور معقول روابط کو ممکن بنائیں۔ یہ اصول نہ صرف الفاظ کے تبادلوں تک محدود ہوں بلکہ ثقافتی سیاق و سباق، علامتی زبان اور ادبی رموز کی بھی فہم و فراست دیں۔ اس طرح کے اصول اردو ادب کو بین الاقوامی سطح پر نمایاں کریں گے اور زبان کی ثقافتی خود مختاری کے ساتھ ساتھ عالمی ثقافت میں اس کی پذیرائی کو بھی بڑھائیں گے۔ بین الثقافتی تفہیم کے یہ معیارات اردو ادب کو ایک جامع اور متحرک ادبی دنیا میں مضبوط کریں گے۔ اردو ادب کی فکری سالمیت کا تحفظ ترجمہ کاری کے عمل میں ایک بنیادی جزو ہے کیونکہ ادب کی فکری سالمیت کا مطلب ادبی تخلیق کا متنوع اسلوب، فلسفیانہ پیغام اور ثقافتی شناخت کی حفاظت اور ادب کی فکری سالمیت کو مجروح ہونے سے بچانا ایک بڑی آزمائش ہے کیونکہ ڈیجیٹل ترجمہ کاری کے پیچیدہ نظام میں زبان کی نزاکتوں اور معنوی باریکیوں کو برقرار رکھنا مشکل ہوتا ہے لیکن یہ تحفظ اس بات کو یقینی بناتا ہے کہ اردو ادب کا ہر ترجمہ زبان کی سطح پر اور اس کی تہہ میں چھپے جذبات، خیالات اور پیغام کو بھی درست اور مؤثر انداز میں پہنچائے۔ ادبی سالمیت کے بغیر ترجمہ کاری زبان کی سطح تک محدود رہ جاتی ہے اور ادب کی اصل روح کھو جاتی ہے اس لیے اس پہلو پر خصوصی توجہ اور شعور کی ضرورت ہے۔ اس تحقیق کے نظریاتی نتائج اردو ادب میں ڈیجیٹل ترجمہ کاری اور نو آبادیاتی فکر کے پیچیدہ تعلقات کے گہرے فہم پر مشتمل ہیں۔ ان نتائج نے واضح کیا ہے کہ اردو زبان کی ترقی اور عالمی انضمام کے لیے نہ صرف جدید تکنیکی ماڈلز اور معیاری ڈیٹا کی ضرورت ہے بلکہ ایک فکری اور ثقافتی بیداری بھی لازمی ہے جو نو آبادیاتی اثرات کو سمجھ کر ان سے نجات کا راستہ دکھائے۔ یہ تحقیق اس بات پر زور دیتی ہے کہ ترجمہ کاری محض زبان کا تبادلہ نہیں بلکہ ایک ثقافتی، فکری اور سیاسی معرکہ ہے جہاں اردو زبان کی خود مختاری، فکری رنگ اور ادبی حسن کو بچانا اولین ترجیح ہے۔ اس نظریاتی فہم کے ذریعے اردو ادب کو جدید دور کی پیچیدگیوں میں از سر نو استوار کیا جا سکتا ہے تاکہ یہ زبان اپنی مدت کا روشن مستقبل حاصل کر سکے۔

اس تحقیق کے نتائج اردو ادب میں ڈیجیٹل ترجمہ کاری اور نو آبادیاتی فکر کے پیچیدہ تعلقات کی نوعیت کی وضاحت کرتے ہیں۔ یہ نتائج بتاتے ہیں کہ ترجمہ کاری صرف زبانی تبدیلی نہیں بلکہ ایک ایسا فکری اور ثقافتی عمل ہے جو اردو زبان کی فکری سالمیت اور ادبی تنوع کو متاثر کرتا ہے۔ نو آبادیاتی فکر کے زیر اثر ترجمہ کاری نے اردو ادب کی تشریح اور شناخت پر گہرے نشان چھوڑے ہیں جس سے یہ زبان عالمی سطح

پر اپنی اصل حیثیت بر قرار رکھنے میں مشکلات سے دوچار ہے۔ تاہم اس تحقیق نے اردو زبان کے لیے مخصوص ترجمہ ماڈلز اور مقامی ڈیٹا سیٹس کی تیاری کی اہمیت کو اجاگر کیا ہے جو ترجمہ کاری کی معیاری اور مؤثر عملی تکمیل کے لیے ناگزیر ہیں۔ اس کے علاوہ لسانی خود مختاری، بین الثقافتی تفہیم اور اردو ادب کی فکری سالمیت کے تحفظ کے نظریات بھی اس تحقیق کے بنیادی عناصر ہیں جو زبان و ادب کی ترقی کے لیے رہنمائی فراہم کرتے ہیں۔ علمی و عملی اثرات کے اعتبار سے یہ تحقیق اردو ادب کی عالمی پہچان میں ایک سنگ میل ثابت ہو سکتی ہے۔ اس میں پیش کیے گئے نظریات اور تجویز کردہ ماڈلز نہ صرف اردو ترجمہ کاری کے معیار کو بلند کریں گے بلکہ زبان کی ثقافتی اور ادبی شناخت کو بھی محفوظ رکھیں گے۔ آئندہ تحقیق کے لیے اردو کے لسانی، تکنیکی اور فکری تنازعات کو سمجھنا، ڈیجیٹل ترجمہ کاری میں الگور تھمک جانبداری کو کم کرنے کے لیے جدید تکنیکی حل تلاش کرنا اور اردو ادب کے مختلف اصناف میں ترجمہ کاری کی پیچیدگیوں پر توجہ مرکوز کرنا شامل ہیں۔ اردو ترجمہ کاری کے مستقبل کے امکانات روشن نظر آتے ہیں، بشر طیکہ تکنیکی ترقی اور فکری بصیرت کو ہم آہنگ کیا جائے۔ ایسی کوششیں اردو ادب کو عالمی ادب میں ایک مضبوط مقام دیں گی اور اس کی زبان کی قدر و منزلت کو بڑھائیں گی جو آج کے عالمی تناظر میں اردو کی بقاء کے لیے بنیادی حیثیت رکھتی ہیں۔ مجھے امید واثق ہے کہ یہ تحقیق ایک نئے ادبی اور تحقیقی دور کا آغاز ہے جو اردو زبان و ادب کو عالمی سطح پر مستحکم کرنے کا عزم رکھتی ہے۔

حوالہ جات

1. Hadier, S. G. , "Urdu translation and cross-cultural adaptation of the Canadian Assessment of Physical Literacy-2 *(CAPL-2)*. Wiley.", 2024
2. Imran, A., Khan, M., Mazhar, L., Ali, A., & Muzammil, S., "A study on cultural and emotional sensitivities: With special emphasis on dynamic equivalence in the translation of Noshi Gillani's poetry.", 2024 [Journal article].
3. ResearchGate, "Translation: A tool of colonial domination and postcolonial resistance.",2024 Retrieved from https://www.researchgate.net/
4. اعجاز راہی، "اردو زبان کے ترجمے کے مسائل: مرتبہ"، مشمولہ، ادب میں تراجم کی اہمیت: ڈاکٹر غلام علی الانا، مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد، 1986ء، ص:22
5. Mumtaz, & Bashir, "The impact of colonialism on Urdu language and literature." , 2024 Migration Letters, 21(S14), 1053-1064. https://migrationletters.com/index.php/ml/article/view/11728
6. Rahman, Tariq, "Language, ideology and power: Language-learning among the Muslims of Pakistan and North India." , Oxford University Press, 2002.

7. Shastri,D, "International Journal of Language and Communication Studies, 15(3), 112–118." 2020, P:114
8. Surbuland, H. , " Macauley ke Bache: On our relationship to Urdu. Traversing Tradition.", Retrieved November 4, 2025

Link: https://traversingtradition.com/macauley-ke-bache

9. Khawar Latif Khan, "Urdu and Digital Colonialism: Misrepresentation and Underrepresentation of the Language", International Journal of Communication and Linguistic Studies,21(2), 2023, P:35–57.
10. Umme Sadia & Isra Irshad (2025), "A Semantic-Pragmatic Analysis of the English Translation of an Urdu Play 'Kuch Ankahi'," ‹The Regional Tribune, Vol. 4, Issue 3, 2025, P.149-156.
11. Ali, Zahid, Dr., Imran, Muhammad, "Translation challenges and strategies in Urdu translations of English literary text.", Spry Journal of Literature and Linguistics 5(2), Spry publishers, 2024, p45–58.
12. Mumtaz, M., Rahat, S., Zaib, M., Yasir, F., Orsini, F., Ullah, M., & Lahiri, S., "The Impact of Colonialism on Urdu Language and Literature.", Migration Letters, 21(5), 2024, p:1054–1064
13. Layba Fiaz, Munief Hassan Tahir, Sana Shams, Sarmad Hussain,"UrduLLaMA 1.0: Advancing Large Language Models for Low-Resource Urdu through Continual Pretraining and Fine-Tuning.", Journal of Computational Linguistics and Language Technology, 13(2), 2025, p:45–78.
14. Mona Hanif, M. Javed Iqbal,Dr. ," Translation trends in 21st century: A bibliometric-based descriptive study of selected Urdu translations.", Linguistic Forum, 6(4), 20, 2024, P:38 Linked:https://www.linguisticforum.com

References:

1. Hadier, S. G., "Urdu translation and cross-cultural adaptation of the Canadian Assessment of Physical Literacy-2 (CAPL-2). Wiley.", 2024
2. Imran, A., Khan, M., Mazhar, L., Ali, A., & Muzammil, S., "A study on cultural and emotional sensitivities: With special emphasis on dynamic equivalence in the translation of Noshi Gillani's poetry.", 2024 [Journal article].
3. ResearchGate, "Translation: A tool of colonial domination and postcolonial resistance.", 2024. Retrieved from https://www.researchgate.net/
4. Ijaz Rahi, "Urdu zaban ke tarjume ke masail: murattaba", mashmola *Adab mein tarajim ki ahmiyat*, Dr. Ghulam Ali Alana, Muqtadira Qaumi Zaban, Islamabad, 1986, s:22

5. Mumtaz, & Bashir, “The impact of colonialism on Urdu language and literature.”, 2024. Migration Letters, 21(S14), 1053-1064.
6. Rahman, Tariq, "Language, ideology and power: Language-learning among the Muslims of Pakistan and North India.", Oxford University Press, 2002.
7. Shastri, D., “International Journal of Language and Communication Studies, 15(3), 112–118.” 2020, p:114
8. Surbuland, H., “*Macauley ke Bache*: On our relationship to Urdu. Traversing Tradition.”, Retrieved November 4, 2025 Link: https://traversingtradition.com/macauley-ke-bache
9. Khawar Latif Khan, “Urdu and Digital Colonialism: Misrepresentation and Underrepresentation of the Language”, International Journal of Communication and Linguistic Studies, 21(2), 2023, p:35–57.
10. Umme Sadia & Isra Irshad (2025), “A Semantic-Pragmatic Analysis of the English Translation of an Urdu Play *Kuch Ankahi*,” The Regional Tribune, Vol. 4, Issue 3, 2025, p:149–156.
11. Ali, Zahid, Dr., Imran, Muhammad, “Translation challenges and strategies in Urdu translations of English literary text.”, Spry Journal of Literature and Linguistics 5(2), Spry Publishers, 2024, p:45–58.
12. Mumtaz, M., Rahat, S., Zaib, M., Yasir, F., Orsini, F., Ullah, M., & Lahiri, S., “The Impact of Colonialism on Urdu Language and Literature.”, Migration Letters, 21(5), 2024, p:1054–1064.
13. Layba Fiaz, Munief Hassan Tahir, Sana Shams, Sarmad Hussain, “UrduLLaMA 1.0: Advancing Large Language Models for Low-Resource Urdu through Continual Pretraining and Fine-Tuning.”, Journal of Computational Linguistics and Language Technology, 13(2), 2025, p:45–78.
14. Mona Hanif, M. Javed Iqbal, Dr., “Translation trends in 21st century: A bibliometric-based descriptive study of selected Urdu translations.”, Linguistic Forum, 6(4), 20, 2024, p:38. Linked: https://www.linguisticforum.com